خلافت

دائمی ہے

مرتبہ:
طارق محمود بلوچ
مربی سلسلہ

عناوین:

آیت استخلاف

حدیث

مجدد ساسان اوّل کی پیش گوئی

حضرت بابا گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ کی پیش گوئی

ارشاد حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ

خلافت راشدہ کے دو اَدوار

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دائمی خلافت کا وعدہ

امت محمدیہ کے لئے دائمی خلافت کا وعدہ

مسلمانوں میں خلفا آتے رہیں گے

ولایت، امامت اور خلافت تاقیامت ہیں

ارشاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ارشاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

i) یہ سلسلۂ خلافت ہمیشہ کیلئے ہے

ii) خلافت کا سلسلہ ہمیشہ چلتا چلا جائے گا

خلافت اور مجددیت:

حدیث

امام مہدی کے ظہور کے بعد مجددیت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا

ارشاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ارشاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

آیت استخلاف:

وَعَـدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡامِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ ۪ وَ لَیُـمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِ یۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّ لَنَّھُمۡ مِّنۡ ۢبَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَ مۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَO

(سورۃالنور:56)

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔''

(ترجمہ از قرآن کریم اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث:

عَنۡ حُـذَیۡـفَۃَرَضِـیَ الـلّٰـہُ عَـنۡہُ قَالَ:قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ تَکُوۡنُ النُّبُوَّۃُ فِیۡکُمۡ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَـکُـوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنۡھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡ فَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَـکُـوۡنُ مُلۡکًا عَاضًّا فَتَکُوۡنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ مُلۡکًا جَبۡرِیَّۃً فَیَکُوۡنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنۡ یَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنۡھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273 ۔مشکوٰۃ بَابُ الۡاِنۡذَارِ وَالتَّحۡذِیۡرِ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت عَـلـٰـی مِـنۡـھَـاجِ النُّبُوَّۃِ قائم ہو گی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا، پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ ظلم ستم کے اس دور کو ختم کر دے گا جس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہو گی ! یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

مجدد ساسانِ اوّل کی پیش گوئی:

زرتشتی (Zorastrian) مذہب کے صحیفۂ دساتیر میں دینِ زرتشت کے مجدد ساسانِ اوّل کی ایک پیش گوئی درج کی جاتی ہے۔ اس پیش گوئی کے اصل الفاظ تو پہلوی زبان میں ہیں جسے زرتشتی اصحاب نے فارسی زبان میں ڈھالا ہے۔ چنانچہ فارسی میں اس پیش گوئی کے الفاظ درج ذیل ہیں:

''چوں ہزار سال تازی آئین راگزر د چناں شود آں آئین از جدائی ہا کہ اگر بآئیں گر نمائند نداندش....در افتد در ہم وکنند خاک پرستی و روز بروز جدائی و دشمنی در آنہا افزوں شود.....پس شمایا بید خوبی را گر ماند یکدم از ہمیں خرج انگیزم از کسانِ تو و کے و آئین و آب تو بہ تو رسانم و پیغمبری و پیشوائی از فرزندان تو برنگیرم۔''

(سفرنگ دساتیر صفحہ 190)

ترجمہ: ’’پھر شریعت عربی پر ہزار سال گزر جائیں گے تو تفرقوں سے دین ایسا ہو جائے گا کہ اگر خود شارع (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی اسے پہچان نہ سکے گا.....اور ان کے اندر انشقاق اور اختلاف پیدا ہو جائے گا اور روز بروز اختلاف اور باہمی دشمنی میں بڑھتے چلے جائیں گے......جب ایسا ہو گا تو تمہیں خوشخبری ہو کہ اگر زمانہ میں ایک دن بھی باقی رہ جائے تو تیرے لوگوں سے (یعنی فارسی الاصل) ایک شخص کو کھڑا کروں گا جو تیری گمشدہ عزت و آبرو واپس لائے گا اور اسے دوبارہ قائم کرے گا۔ میں پیغمبری و پیشوائی (نبوت و خلافت) تیری نسل سے نہیں اٹھاؤں گا۔‘‘
(یعنی تیری نسل میں رسالت اور خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا اور کبھی ختم نہ ہو گا۔ ناقل)

(سوانح الفضل عمر جلد 1 صفحہ 67)

حضرت بابا گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ کی پیش گوئی:

حضرت گورو بابا نانک ’’پورے گرو‘‘ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی فرمانے کے بعد آپ علیہ السلام کے بعد آنے والے دائمی خلافت کی پیشگوئی ان الفاظ میں فرمائی:

ایسا پاسا ڈھالسی
دور دیبان اَبھگ
نوتن جامہ پہن کے
بھئے الگ الگ
اک کچے اک پکیاں
گورموکھ بھئے نہال
تٹسن سیئی نانکا
جو توڑے آپ دیال

(جنم ساکھی بھائی بالا۔صفحہ 526)

یعنی: اس پورے گورو کے بعد ایسا نظام قائم ہو گا ، یہی دائمی اور غیر منقطع ہو گا۔باباجی نے اس پیشگوئی میں ’’دور دیبان‘‘ اور ’’ ابھگ‘‘ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

لغات میں ان کے یہ معنے بیان کئے گئے ہیں:

دیبان:

1) وہ حاکم جس کے پاس داد فریاد کی جا سکے،
2) انصاف کرنے والا حاکم،
3) حاکم انتظام کرنے والا، خزانے والا حاکم۔

(شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب۔صفحہ 1071۔دیبان کوش۔صفحہ 1911۔وگوروگرنتھ کوش۔صفحہ 644۔)

ابھگ:۔

جو کبھی بھی ٹوٹنے والا نہ ہو۔ غیر منقطع

(گورو گرنتھ کوش۔صفحہ 64)

بابا نانک نے خود ہی ان الفاظ کی یوں تشریح کی ہے:
''دیبان جو ہے سو اَبھگ لگے گا تٹنے کا کدے ناہی''

(جنم ساکھی بھائی بالا۔صفحہ 527)

یعنی وہ ایک ایسا نظام ہو گا جو دائمی اور غیر منقطع ہو گا۔

(روزنامہ الفضل 26 مئی 1959۔صفحہ 16۔مضمون نگار مکرم عباد اللہ گیانی صاحب)

ارشاد حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ :

خلافت راشدہ کے دو ادوار:

''پس جیسا کہ کبھی کبھی دریائے رحمت سے کوئی موج سربلند ہوتی ہے اور آئمہ ٔ ہدیٰ میں سے کسی امام کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے تو کسی کو تختِ خلافت پر جلوہ افروز کر دیتی ہے اور وہی امام اس زمانے کا خلیفۂ راشد ہے اور وہ جو حدیث میں وارِد ہے کہ ''خلافتِ راشدہ کا زمانہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال تک ہے اس کے بعد سلطنت ہو گی تو اس سے مراد یہ ہے کہ خلافت راشدہ متصل اور تواتر طریق پر تیس سال تک رہے گی ۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیام قیامت تک خلافت راشدہ کا زمانہ وہی تیس سال ہے اور بس ! بلکہ حدیث مذکورہ کا مفہوم یہی ہے کہ خلافت راشدہ تیس سال گزرنے کے بعد منقطع ہو گی نہ یہ کہ اس کے بعد پھر خلافت راشدہ کبھی آ ہی نہیں سکتی بلکہ ایک دوسری حدیث خلافتِ راشدہ کے انقطاع کے بعد پھر عود کرنے پر دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔

نبوت تم میں رہے گی اللہ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھا لے گا اور بعدہٗ نبوت کے طریقے پر خلافت ہو گی جو اللہ کے منشا تک رہے گی پھر اسے بھی اللہ اٹھا لے گا، پھر بادشاہی ہو گی اور اسے بھی اللہ جب تک چاہے گا رکھے گا پھر اسے بھی اٹھا لے گا۔ پھر سلطنت جابرانہ ہو گی جو منشائے باری تعالیٰ تک رہے گی پھر اسے بھی اٹھا لے گا اور اس کے بعد نبوت کے طریقے پر خلافت ہو گی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہو گئے اور یہ بھی امر ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت، خلافت راشدہ سے افضل انواع میں سے ہو گی یعنی وہ خلافت ''منتظمہ محفوظہ'' ہو گی۔

(''منصب امامت از حضرت شاہ اسمٰعیل شہید۔صفحہ۔117-118۔ناشر مکّی دارالکتب اردو بازار لاہور1994ء)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خداتعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔‘‘

(الوصیت روحانی خزائن ۔جلد نمبر20۔صفحہ 305-306)

اُمت میں دائمی خلافت کا وعدہ:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جس طرح قرآن مجید میں یہ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ ہے اسی طرح توریت میں بھی آیات ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو ایک کامل اور جلالی کتاب دی گئی ہے جس کا نام توریت ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی توریت کی یہی تعریف ہے لیکن باوجود اس کے بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ تا ان کے موجودہ زمانہ میں جو لوگ تعلیم توریت سے دور پڑ گئے ہوں پھر ان کو توریت کے اصلی منشا کی طرف کھینچیں اور جن کے دلوں میں کچھ شکوک اور دہریت اور بے ایمانی ہوگئی ہو ان کو پھر زندہ ایمان بخشیں۔ چنانچہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی الْکِتَابَ وَقَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ ۔ (سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنِیْنَ : 45) یعنی موسیٰ کو ہم نے توریت دی اور پھر اس کتاب کے بعد ہم نے کئی پیغمبر بھیجے تا توریت کی تائید اور تصدیق کریں۔ اسی طرح دوسری جگہ فرماتا ہے: ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا ۔ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ: 88) یعنی پھر پیچھے سے ہم نے اپنے رسول پے در پے بھیجے۔ پس ان تمام آیات سے ظاہر ہے کہ عادت اللہ یہی ہے کہ وہ اپنی کتاب بھیج کر پھر اس کی تائید اور تصدیق کے لئے ضرور انبیاء کو بھیجا کرتا ہے۔ چنانچہ توریت کی تائید کے لئے ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی آیا جن کے آنے پر اب تک بائبل شہادت دے رہی ہے۔

اس کثرتِ اِرْسَالِ رُسُلْ میں اصل بھید یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عہد مئوکد ہو چکا ہے کہ جو اس کی سچی کتاب کا انکار کرے تو اس کی سزا دائمی جہنم ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اُولٰٓئِکَ اَصْحَابُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خَالِدُوْنَ ۔(سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ :40)یعنی جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی وہ جہنمی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اب جبکہ سزائے انکار کتاب الٰہی میں ایسی سخت تھی اور دوسری طرف یہ مسئلہ نبوت اور وحی الٰہی کا نہایت دقیق تھا بلکہ خود خدا تعالیٰ کا وجود بھی ایسا دقیق دَر دقیق تھا کہ جب تک انسان کی آنکھ خداداد نور سے منور نہ ہو ہرگز

ممکن نہ تھا کہ سچی اور پاک معرفت اس کی حاصل ہو سکے چہ جائیکہ اس کے رسولوں کی معرفت اور اس کی کتاب کی معرفت حاصل ہو اِس لئے رحمانیت الٰہی نے تقاضا کیا کہ اندھی اور نابینا مخلوق کی بہت ہی مدد کی جائے اور صرف اس پر اِکتفا نہ کیا جائے کہ ایک مرتبہ رسول اور کتاب بھیج کر پھر باوجود امتدادِ اَزمنہ طویلہ کے ان عقائد کے انکار کی وجہ سے جن کو بعد میں آنے والے زیادہ اِس سے سمجھ نہیں سکتے کہ وہ ایک پاک اور عمدہ منقولات ہیں ہمیشہ کی جہنم میں منکروں کو ڈال دیا جائے اور حقیقت سوچنے والے کے لئے یہ بات نہایت صاف اور روشن ہے کہ وہ خدا جس کا نام رحمان اور رحیم ہے اتنی بڑی سزا دینے کے لئے کیونکر یہ قانون اختیار کر سکتا ہے کہ بغیر پورے طور پر اتمام حجت کے مختلف بلاد کے ایسے لوگوں کو جنہوں نے صدہا برسوں کے بعد قرآن کریم اور رسول کا نام سنا! پھر وہ عربی سمجھ نہیں سکتے، قرآن کریم کی خوبیوں کو دیکھ نہیں سکتے دائمی جہنم میں ڈال دے؟ اور کس انسان کی کانشنس (conscious) اس بات کو قبو ل کرسکتی ہے کہ بغیر اس کے کہ قرآن کریم کا مِنْ جَانِبِ اللّٰهِ ہونا اس پر ثابت کیا جائے یونہی اس پر چھری پھیر دی جائے پس یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا تا وہ ظلّی طور پرانوارِ نبوت پا کر دنیا کو ملزم کریں اور قرآن کریم کی خوبیاں اور اس کی پاک برکات لوگوں کو دکھلاویں۔''

(شهادة القرآن ۔روحانی خزائن جلد6۔صفحہ 340 تا342)

اُمت محمدیہ کے لئے دائمی خلافت کا وعدہ:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''دوم جس طرح پر عقل اس بات کو واجب اور متحتم ٹھہراتی ہے کہ کتب الٰہی کی دائمی تعلیم اور تفہیم کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ انبیاء کی طرح وقتاً فوقتاً ملہم اور مکلم اور صاحب علم لدنی پیدا ہوتے رہیں اسی طرح جب ہم قرآن کریم پر نظر ڈالتے ہیں اور غور کی نگہ سے اِس کو دیکھتے ہیں تو وہ بھی بآوازِبلند یہی فرما رہا ہے کہ روحانی معلموں کا ہمیشہ کیلئے ہونا اس کے ارادہ قدیم میں مقرر ہو چکا ہے دیکھو اللہ جَلَّ شَأْنُهٗ فرماتا ہے: وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ۔ (سُوْرَةُ الرَّعْد: 18)یعنی جو چیز انسانوں کو نفع نقصان پہنچاتی ہے و ہ زمین پر باقی رہتی ہے اب ظاہر ہے کہ دنیا میں زیادہ تر انسانوں کو نفع پہنچانے والے گروہ انبیاء ہیں کہ جو خوارق سے، معجزات سے، پیشگوئیوں سے، حقائق سے، معارف سے، اپنی راست بازی کے نمونہ سے انسانوں کے ایمان کو قوی کرتے ہیں اور حق کے طالبوں کو دینی نفع پہنچاتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ دنیا میں کچھ بہت مدت تک نہیں رہتے بلکہ تھوڑی سی زندگی بسر کر کے اس عالم سے اٹھائے جاتے ہیں لیکن آیت کے مضمون میں خلاف نہیں اور ممکن نہیں کہ خداتعالیٰ کا کلام خلاف واقع ہو۔پس انبیاء کی طرف نسبت دے کر معنی آیت کے یوں ہوں گے کہ انبیاء مِنْ حَيْثِ الظِّلِّ باقی رکھے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ظلی طور پر ہر یک ضرورت کے وقت میں کسی اپنے بندہ کو ان کی نظیر اور مثیل پیدا کر دیتا ہے جو اُنہیں کے رنگ میں ہو کر ان کی دائمی زندگی کا موجب ہوتا ہے اور اسی ظلی وجود قائم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا سکھائی ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (سورة الفاتحة : 6و7) یعنی اے خدا ہمارے! ہمیں وہ سیدھی راہ دکھا جو تیرے ان بندوں کی راہ ہے جن پر تیرا انعام ہے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا انعام جو انبیاء پر ہوا تھا جس کے مانگنے کے لئے اِس دعا میں حکم ہے اور وہ درم اور دینار کی قسم میں سے نہیں بلکہ وہ انوار اور برکات

اور محبت اور یقین اور خوارق اور تائیدِ سماوی اور قبولیت اور معرفتِ تامہ کاملہ اور وحی اور کشف کا انعام ہے اور خدا تعالیٰ نے اِس امت کو اس انعام کے مانگنے کے لئے تبھی حکم فرمایا کہ اوّل اس انعام کے عطا کرنے کا ارادہ بھی کر لیا۔ پس اس آیت سے بھی کھلے کھلے طور پر یہی ثابت ہوا کہ خداتعالیٰ اِس اُمت کو ظلی طور پر تمام انبیاء کا وارث ٹھہراتا ہے تا انبیاء کا وجود ظلی طور پر ہمیشہ باقی رہے اور دنیا ان کے وجود سے کبھی خالی نہ ہو اور نہ صرف دعا کے لئے حکم کیا بلکہ ایک آیت میں وعدہ بھی فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْت :70) یعنی جو لوگ ہماری راہ میں جو صراط مستقیم ہے مجاہدہ کریں گے تو ہم ان کو اپنی راہیں بتلا دیں گے اور ظاہر ہے کہ خداتعالیٰ کی راہیں وہی ہیں جو انبیاء کو دکھلائی گئیں تھیں۔

پھر بعض اَور آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور خدا وند کریم نے یہی ارادہ فرمایا ہے کہ روحانی معلم جو انبیاء کے وارث ہیں ہمیشہ ہوتے رہیں وہ یہ ہیں: وَعَدَاللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورۃ النور : 56) وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (سُوْرَۃُ الرَّعْد: 32) وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل: 16) یعنی خداتعالیٰ نے تمہارے لئے اے مومنانِ اُمت محمدیہؐ! یہ وعدہ کیا ہے کہ تمہیں بھی وہ زمین میں خلیفہ کرے گا جیسا کہ تم سے پہلوں کو کیا اور ہمیشہ کفار پر کسی قسم کی کوفتیں جسمانی ہوں یا روحانی پڑتی رہیں گی یا ان کے گھر سے نزدیک آجائیں گی یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ آپہنچے گا اور خداتعالیٰ اپنے وعدوں میں تخلف نہیں کرتا اور ہم کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ایک رسول بھیج نہ لیں۔

ان آیات کو اگر کوئی شخص تأمل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ **خداتعالیٰ اس امت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے**۔اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا تھا؟ اوراگر خلافتِ راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دور ختم ہو گیا تھا تواس سے لازم آتا ہے کہ خداتعالیٰ کا ہر گز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس امت پر ہمیشہ کے لئے ابواب سعادت مفتوح رکھے کیونکہ روحانی سلسلہ کی موت سے دین کی موت لازم آتی ہے اور ایسا مذہب ہر گز زندہ نہیں کہلا سکتا جس کے قبول کرنے والے خود اپنی زبان سے ہی یہ اقرار کریں کہ تیرہ سو برس سے یہ مذہب مرا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس مذہب کے لئے ہرگز یہ ارادہ نہیں کیا کہ حقیقی زندگی کا وہ نور جو نبی کریمؐ کے سینہ میں تھا وہ توارث کے طور پر دوسروں میں چلا آوے۔

افسوس کہ ایسے خیال پر جمنے والے خلیفہ کے لفظ کو بھی جو استخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبر سے نہیں سوچتے کیونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہواس واسطے رسول کریمؐ نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اَوْلیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خداتعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علتِ غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر

بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں بلکہ پہلے دنوں میں تو خلیفوں کا ہونا بجز شوکت اسلام پھیلانے کے کچھ اور زیادہ ضروریات نہیں رکھتا تھا کیونکہ انوارِ رسالت اور کمالاتِ نبوت تازہ بتازہ پھیل رہے تھے اور ہزارہا معجزات بارش کی طرح ابھی نازل ہو چکے تھے اور اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو اس کی سنت اور قانون سے یہ بھی بعید نہ تھا کہ بجائے ان چار خلیفوں کے اس تیس برس کے عرصہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کو ہی بڑھا دیتا۔ اس حساب سے تیس برس کے ختم ہونے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل 93 برس کی عمر تک پہنچتے اور یہ اندازہ اس زمانہ کی مقرر عمروں سے نہ کچھ زیادہ اور نہ اس قانونِ قدرت سے کچھ بڑھ کر ہے جو انسانی عمروں کے بارے میں ہماری نظر کے سامنے ہے۔

پس یہ حقیر خیال خدا تعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اس کو صرف اس امت کے تیس برس کا ہی فکر تھا اور پھر اس کو ہمیشہ کے لئے ضلالت میں چھوڑ دیا اور وہ نور جو قدیم سے انبیائے سابقین کی امت میں خلافت کے آئینہ میں وہ دکھلاتا رہا اس امت کے لئے دکھلانا اس کو منظور نہ ہوا۔ کیا عقل سلیم خدائے رحیم و کریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کرے گی؟ ہرگز نہیں۔اور پھر یہ آیت خلافت ائمہ پر گواہِ ناطق ہے۔وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ (الانبیاء:106) کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اس لئے کہ يَرِثُهَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے۔ وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ کہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو۔

پھر اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ جس حالت میں خداتعالیٰ نے ایک مثال کے طور پر سمجھا دیا تھا کہ میں اسی طور پر اس امت میں خلیفے پیدا کرتا رہوں گا جیسے موسیٰ کے بعد خلیفے پیدا کئے تو دیکھنا چاہئے تھا کہ موسیٰ کی وفات کے بعد خداتعالیٰ نے کیا معاملہ کیا؟ کیا اس نے صرف تیس برس تک خلیفے بھیجے یا چودہ سو برس تک اس سلسلہ کو لمبا کیا؟ پھر جس حالت میں خداتعالیٰ کا فضل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہیں زیادہ تھا۔ چنانچہ اس نے خود فرمایا وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (سورة النسآء : 114) اور ایسا ہی اس امت کے نسبت فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (ال عمران : 111) تو پھر کیونکر ہوسکتا تھا کہ حضرت موسیٰ کے خلیفوں کا چودہ سو برس تک سلسلہ ممتد ہو اور اس جگہ صرف تیس برس تک خلافت کا خاتمہ ہو جاوے اور نیز جبکہ یہ امت خلافت کے انوارِ روحانی سے ہمیشہ کیلئے خالی ہے تو پھر آیت اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کے کیا معنے ہیں؟ کوئی بیان تو کرے۔مثل مشہور ہے کہ اُو خویشتن گم است کرا راہبری کند۔ جبکہ اس امت کو ہمیشہ کے لئے اندھا رکھنا ہی منظور ہے اور اس مذہب کو مردہ رکھنا ہی مدنظر ہے تو پھر یہ کہنا کہ تم سب سے بہتر ہو اور لوگوں کی بھلائی اور رہنمائی کیلئے پیدا کئے گئے ہو کیا معنی رکھتا ہے؟ کیا اندھا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے؟ سواے لوگو جو مسلمان کہلاتے ہو! برائے خدا سوچو کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ ہمیشہ قیامت تک تم میں روحانی زندگی اور باطنی بینائی رہے گی اور غیر مذہب والے تم سے روشنی حاصل کریں گے اور یہ روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیرمذہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں پھر کیونکر کہتے ہو کہ خلافت صرف تیس برس تک ہو کر پھر زاویہ عدم میں مخفی ہو گئی۔اِتَّقُوْااللّٰهَ۔اِتَّقُوْااللّٰهَ۔اِتَّقُوْااللّٰهَ۔

اب یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو اس اُمت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں اور احادیث بھی اس بارہ میں بہت سی بھری پڑی ہیں لیکن بالفعل اس قدر لکھنا اُن لوگوں کیلئے کافی ہی جو حقائق ثابت شدہ کو دولت عظمیٰ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور اسلام کی نسبت اس سے

بڑھ کر اور کوئی بداَندیشی نہیں کہ اس کو مردہ مذہب خیال کیا جائے اور اس کی برکات کو صرف قرنِ اول تک محدود رکھا جاوے۔ کیا وہ کتاب جو ہمیشہ کی سعادتوں کا دروازہ کھولتی ہے وہ ایسی پست ہمتی کا سبق دیتی ہے کہ کوئی برکت اور خلافت آگے نہیں بلکہ سب کچھ پیچھے رہ گیا ہے۔ نبی تو اس اُمت میں آنے کو رہے۔ اب اگر خلفائے نبی بھی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً روحانی زندگی کے کرشمے نہ دکھلاویں تو پھر اسلام کی روحانیت کا خاتمہ ہے اور پھر ایسے مذہب کو موسوی مذہب کی روحانی شوکت اور جلال سے نسبت ہی کیا ہے جس میں ہزار رہا روحانی خلیفے چودہ سو برس تک پیدا ہوتے رہے اور افسوس ہے کہ ہمارے معترض ذرہ نہیں سوچتے کہ اس صورت میں اسلام اپنی روحانیت کے لحاظ سے بہت ہی ادنیٰ ٹھہرتا ہے اور نبی متبوع صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ کچھ بہت بڑا نبی ثابت نہیں ہوتا اور قرآن بھی کوئی ایسی کتاب ثابت نہیں ہوتی جو اپنی نورانیت میں قوی الاثر ہو پھر یہ کہنا کہ یہ امت خَیۡـرُالۡاُمَـمِ ہے اور دوسری اُمتوں کے لئے ہمیشہ روحانی فائدہ پہنچانے والی ہے اور یہ قرآن سب الٰہی کتابوں کی نسبت اپنے کمالات اور تاثیر وغیرہ میں اکمل و اتم ہے اور یہ رسول تمام رسولوں سے اپنی قوتِ قدسیہ اور تکمیل خلق میں اکمل و اتم ہے کیسا بے ہودہ اور بے معنی اور بے ثبوت دعویٰ ٹھہرے گا؟ اور پھر یہ ایک بڑا فساد لازم آئے گا کہ قرآن کی تعلیمات کا وہ حصہ جو انسان کو روحانی انوار اورکمالات میں مشابہ انبیاء بنانا چاہتا ہے جو ہمیشہ کے لئے منسوخ خیال کی جائے گا کیونکہ جب کہ اُمت میں یہ استعداد ہی نہیں پائی جاتی کہ خلافت کے کمالات باطنی اپنے اندر پیدا کر لیں تو ایسی تعلیم جو مرتبہ کے حاصل کرنے کے لئے تاکید کر رہی ہے محض لاحاصل ہو گی۔ درحقیقت فقط ایسے سوال سے ہی کہ کیا اسلام اب ہمیشہ کے لئے ایک مذہب مردہ ہے جس میں ایسے لوگ پیدا نہیں ہوتے جن کی کرامات معجزات کے قائم مقام اور جن کے الہامات وحی کے قائم مقام ہوں۔ بدن کانپ اٹھتاہے چہ جائیکہ کسی مسلمان کو نعوذ باللہ ایسا عقیدہ بھی ہو! خداتعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت کرے جو اِن ملحدانہ خیالات میں اسیر ہیں۔

(شھادۃ القرآن۔روحانی خزائن جلد 6۔صفحہ 351 تا356)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کفار کی شہادتیں قرآن شریف میں موجود ہیں کہ وہ بڑے دعوے سے کہتے ہیں کہ اب یہ دین جلد تباہ ہو جائے گا اور ناپدید ہو جائے گا، ایسے وقتوں میں ان کو سنا یا گیا کہ یُـرِ یـدُوۡنَ اَنۡ یُّطۡفِئُوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِھِمۡ وَیَاۡبَـی اللّٰہُ اِلَّاۤ اَنۡ یُّتِمَّ نُوۡرَہٗ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکَافِرُوۡنَ۔(سُوۡرَۃُ التَّوۡبَۃُ:32)یعنی یہ لوگ اپنے منہ کی لاف وگزاف سے بکتے ہیں کہ اس دین کو کبھی کامیابی نہ ہو گی، یہ دین ہمارے ہاتھ سے تباہ ہو جاوے گا لیکن خدا کبھی اس دین کو ضائع نہیں کرے گا اور نہ چھوڑے گا جب تک اس کو پورا نہ کرے پھر ایک اور آیت میں فرمایا ہے۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ...(سورۃالنور:56) یعنی خدا وعدہ دے چکا ہے کہ اس دین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفے پیدا کرے گا اور قیامت تک اس کو قائم کرے گا یعنی جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے دین میں مدت ہائے دراز تک خلیفے اور بادشاہ بھیجتا رہا ایسا ہی اس جگہ بھی کرے گا اور اس کو معدوم ہونے نہیں دے گا۔''

(جنگ مقدس۔روحانی خزائن جلد6صفحہ 290)

مسلمانوں میں خلفا آتے رہیں گے:

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ثَبَتَ مِنَ الْقُرْآنِ اَنَّ الْخُلَفَآءَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ فَا للّٰہُ الَّذِیْ اَمَرَنَا اَجْمَعِیْنَ اَنْ نَّقُوْلُ اِھْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ مُصَلِّیْنَ وَ مُمْسِیْنَ وَ مُصْبِحِیْنَ وَ اَنْ نَّطْلُبَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔اَشَارَ اِلٰی اَنَّہٗ قَدْ قَدَرَمِنَ الْاِبْتِدَآءِ اَنْ یَّبْعَثَ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ بَعْضَ الصُّلَحَآءِ عَلٰی قَدَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَاَنْ یَّسْتَخْلِفَھُمْ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔وَاِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْحَقُّ فَاتْرُکِ الْجَلَالَ الْفُضُوْلَ وَالْاَقَاوِیْلَ۔وَکَانَ غَرَضُ اللّٰہِ یَجْمَعُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ کَمَالَاتٌ مُتَفَرِّقَةٌ وَاَخْلَاقًا مُّتَبَدَّدَۃ۔فَاقْتَضَتْ سُنَّتُہُ الْقَدِیْمَةُ اَنْ یَّعْلَمَ ھٰذَا الدُّعَاءُ۔ثُمَّ یَفْعَلُ مَاشَآءَ۔وَقَدْ سُمِّیَ ھٰذِہِ الْاُمَّةُ خَیْرُ الْاُمَمِ فِیْ الْقُرْاٰنِ۔ وَلَا یُحْصَلُ خَیْرٌ اِلَّا بِزِیَادَةِ الْعَمَلِ وَالْاِیْمَانِ وَالْعِلْمِ وَالْعِرْفَانِ وَابْتِغَآءِ مَرْضَاتِ اللّٰہِ الرَّحْمَانِ وَ کَذٰلِکَ وَعَدَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِیْ الْاَرْضِ بِالْفَضْلِ وَالْعِنَایَاتِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ مِنْ اَھْلِ الصَّلَاحِ وَالتُّقَاۃِ۔ فَثَبَتَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَنَّ الْخُلَفَآءَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔‘‘

(اعجاز المسیح۔روحانی خزائن جلد18۔صفحہ175 تا177)

ترجمہ:

’’پس اللہ تعالیٰ جس نے ہم سب کو نماز پڑھتے وقت اور صبح کے وقت اور شام کے وقت اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔کی دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اور یہ کہ منعم علیہ گروہ یعنی نبیوں اور رسولوں کا راستہ طلب کرتے رہیں۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اس نے شروع سے ہی مقدر کر رکھا ہے کہ بعض نیک لوگوں کو نبیوں کے نقش قدم پر اس امت میں مبعوث کرتا رہے گا اور انہیں اسی طرح خلیفہ بنا دے گا جیسا کہ اس نے اس سے پہلے بنی اسرائیل سے خلفا بنائے تھے اور یقیناً یہی (بات) حق ہے۔ پس تو فضول جھگڑے اور قیل و قال چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کا منشا یہ تھا کہ اس امت میں مختلف کمالات اور گو ناگوں اخلاق جمع کر دے۔ پس اللہ کی اس قدیم سنت نے تقاضا کیا کہ وہ یہ دعا سکھائے اور پھر اس کے بعد جو چاہے وہ کر دکھائے۔ قرآن کریم میں اس امت کا نام خیر الامم (یعنی بہترین امت) رکھا گیا ہے اور خیر اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے جبکہ عمل ، ایمان، علم اور عرفان میں اضافہ ہو اور خدا ئے رحمان کی خوشنودی طلب کی جائے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں اپنے فضل اور عنایت سے اسی دنیا میں ضرور خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے اس سے قبل نیکو کاروں اور متقیوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ پس قرآ ن کریم سے ثابت ہوگیا کہ مسلمانوں میں روز قیامت تک خلفا آتے رہیں گے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 1 صفحہ222،223)

ولایت، امامت اور خلافت تا قیامت ہیں:

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں اور جس قدر مہدی دنیا میں آئے یا آئیں گے اُن کا شمار خاص اللہ جل شانہ کو معلوم ہے۔ وحی رسالت ختم ہو گئی مگر ولایت و امامت و خلافت کبھی ختم نہیں ہو گی۔یہ سلسلہ ائمہٴ راشدین اور خلفائے رَبانیین کا کبھی بند نہیں ہو گا۔‘‘

(بدر جون 1906ء صفحہ3)

ارشاد سیدنا حضرت خلیفة المسیح الاول رضی اللہ عنہ :

''دنیا کے مذاہب کی حفاظت کیلئے مؤید من اللہ، نصرت یافتہ پیدا نہیں ہوتے۔ اسلام کے اندر کیسا فضل اور احسان ہے کہ وہ مامور بھیجتا ہے جو پیدا ہونے والی بیماریوں میں دعاؤں کے مانگنے والا، خدا کی درگاہ میں ہوشیار انسان، شرارتوں اور عداوتوں کے بدنتائج سے آگاہ، بھلائی سے واقف انسان ہوتا ہے۔ جب غفلت ہوتی ہے اور قرآنِ کریم سے بے خبری ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں میں بے سمجھی پیدا ہو جاتی ہے تو خدا کا وعدہ ہے کہ ہمیشہ خلفا پیدا کرے گا۔''

(الحکم 17 جولائی 1902ء صفحہ 15)

ارشاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ :

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مسیح محمدی کی خلافت کے بارہ میں فرمایا:

''عزیزم مرزا منصور احمد نے میری توجہ ایک مضمون کی طرف پھیری ہے جو مرزا بشیر احمد صاحب نے خلافت کے متعلق شائع کیا ہے اور لکھا ہے کہ غالبًا اس مضمون میں ایک پہلو کی طرف پوری توجہ نہیں کی گئی جس میں مرزا بشیر احمد صاحب نے یہ تحریر کیا ہے کہ خلافت کا دور ایک حدیث کے مطابق عارضی اور وقتی ہے میں نے اس خط سے پہلے یہ مضمون نہیں پڑھا تھا اس خط کی بنا پر میں نے مضمون کا وہ حصہ نکال کر سنا تو میں نے بھی سمجھا کہ اس میں صحیح حقیقت خلافت کے بارے میں پیش نہیں کی گئی۔ مرزا بشیر احمد صاحب نے جس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ خلافت کے بعد حکومت ہوتی ہے اس حدیث میں قانون نہیں بیان کیا گیا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے حالات کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہے اور پیشگوئی صرف ایک وقت کے متعلق ہوتی ہے سب اوقات کے متعلق نہیں ہوتی یہ امر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت نے ہونا تھا اور خلافت کے بعد حکومت مستبدّہ نے ہونا تھا ور ایسا ہی ہو گیا، اِس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ہر مامور کے بعد ایسا ہی ہوا کرے گا۔قرآن کریم میں جہاں خلافت کا ذکر ہے وہاں یہ بتایا گیا ہے کہ خلافت ایک انعام ہے پس جب تک کوئی قوم اس انعام کی مستحق رہتی ہے وہ انعام اسے ملتا رہے گا۔پس جہاں تک مسئلہ اور قانون کا سوال ہے وہ صرف یہ ہے کہ ہر نبی کے بعد خلافت ہوتی ہے اور وہ خلافت اس وقت تک چلتی چلی جاتی ہے جب تک کہ قوم خود ہی اپنے آپ کو خلافت کے انعام سے محروم نہ کر دے لیکن اس اصل سے ہرگز یہ بات نہیں نکلتی کہ خلافت کا مٹ جانا لازمی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خلافت اب تک چلی آ رہی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ پوپ صحیح معنوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کا خلیفہ نہیں لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی تو مانتے ہیں کہ امت عیسوی بھی صحیح معنوں میں مسیح کی امت نہیں۔ پس جیسے کو تیسا تو ملا ہے مگر ملا ضرور ہے بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی خلافت عارضی رہی لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی خلافت کسی نہ کسی شکل میں ہزاروں سال تک قائم رہی اسی طرح گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت محمدیہ تواتر کے رنگ میں عارضی رہی لیکن مسیح محمدی کی خلافت مسیح موسوی کی طرح ایک غیر معین عرصہ تک چلتی چلی جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مسئلہ پر بار بار زور دیا ہے کہ مسیح محمدی کو مسیح موسوی کے ساتھ ان تمام امور میں مشابہت حاصل ہے جو امور کہ تکمیل اور خوبی پر دلالت کرتے ہیں سوائے ان امور کے جن سے بعض ابتلا ملے ہوتے ہیں ان میں علاقۂ محمدیت، علاقۂ موسویت پر غالب آجاتا ہے اور نیک تبدیلی پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ مسیح اوّل صلیب پر لٹکا یا

گیا لیکن مسیح ثانی صلیب پر نہیں لٹکایا گیا کیونکہ مسیح اوّل کے پیچھے موسوی طاقت تھی اور مسیح ثانی کے پیچھے محمدی طاقت تھی۔ خلافت چونکہ ایک انعام ہے ابتلا نہیں اس لئے اس سے بہتر چیز تو احمدیت میں آسکتی ہے جو کہ مسیح اول کو ملی لیکن وہ ان نعمتوں سے محروم نہیں رہ سکتی جو کہ مسیح اول کی امت کو ملیں کیونکہ مسیح اول کی پشت پر موسوی برکات تھیں اور مسیح ثانی کہ پشت پر محمدی برکات ہیں۔ پس جہاں میرے نزدیک یہ بحث نہ صرف یہ کہ بے کار ہے بلکہ خطرناک ہے کہ ہم خلافت کے عرصہ کے متعلق بحثیں شروع کر دیں وہاں یہ امر ظاہر ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں خلافت ایک بہت لمبے عرصے تک چلے گی جس کا قیاس بھی اس وقت نہیں کیا جا سکتا اور اگر خدانخواستہ بیچ میں کوئی وقفہ پڑے بھی تو وہ حقیقی وقفہ نہیں ہو گا بلکہ ایسا ہی وقفہ ہو گا جیسے دریا بعض دفعہ زمین کے نیچے گھس جاتے ہیں اور پھر باہر نکل آتے ہیں کیونکہ جو کچھ اسلام کے قرونِ اولیٰ میں ہوا وہ ان حالات سے مخصوص تھا وہ ہر زمانے کیلئے قاعدہ نہیں تھا۔''

(الفضل 3اپریل 1952ء)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ :

احمدیت میں سلسلۂ خلافت تاقیامت چلے گا کے موضوع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے اعزاز میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے دی جانے والی الوداعی دعوت میں خطاب کرتے ہوئے 29اکتوبر 1969ء کو فرمایا کہ:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ایک عظیم وعدہ یہ بھی دیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد جماعت احمدیہ اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی قیامت تک اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ کرتی رہے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام نے رسالہ الوصیت میں اسے قدرت ثانیہ یعنی خلافتِ حقہ قرار دیا ہے۔چونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اس پر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ آپ علیہ السلام بہر حال انسان ہیں ایک وقت میں آپ نے اس دنیا سے کوچ کر جانا ہے کیا آپ کی وفات کے بعد جماعت اس مجسم قدرت سے محروم ہوجائے گی؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نہیں جماعت اس سے محروم نہیں ہو گی۔ آپ نے اس خوف کو دور کرنے کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت سنائی کہ میرے بعد بھی جماعت میں اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتی رہیں گی اور یہ سلسلہ جب تک کہ جماعت احمدیہ پر قیامت نہیں آجاتی اور روحانی طور پر یہ جماعت مردہ نہیں بن جاتی (وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ)اس وقت تک یہ جماعت خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ کرتی رہے گی۔''

(خطاب فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث 29اکتوبر1969ء ۔مشعل راہ جلد 2 صفحہ210)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا:

''میں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ........اب آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔ جماعت بلوغت کے مقام پر پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل،

کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشو و نما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدے فرمائے ہیں کہ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔تو دعائیں کریں،حمد کے گیت گائیں اور اپنے عہدوں کی پھر تجدید کریں۔''

(الفضل28جون1982ء)

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدۂ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی تاریخ کا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل لوگوں کی،آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد خوف کی حالت کو امن میں بدلا اور اپنے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کو تمکنت عطا فرمائی یعنی اس شان اور مضبوطی کو قائم رکھا جو پہلے تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے فرستادہ اور نبی تھے اور آپ علیہ السلام وہی خلیفۃ اللہ تھے جس نے چودھویں صدی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری ہوئی شریعت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا تھا اور آپ علیہ السلام کے بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ علیہ السلام کا سلسلۂ خلافت تا قیامت جاری رہنا تھا۔

پس آج97سال گزرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، مرد اور عورت اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارہ میں فعلی شہادت گزشتہ 97سال سے پوری ہوتی دیکھی ہے اور دیکھ رہا ہوں اور نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ27مئی2005ء۔الفضل انٹرنیشنل10تا16جون2005ء)

یہ سلسلۂ خلافت ہمیشہ کے لئے ہے:

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد سلسلۂ خلافت کو ہمیشہ کے لئے قرار دیا ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے۔ اب میں اس طرف آتا ہوں، وہ تو ضمنی باتیں تھیں کہ خلافت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رہنی ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت عَلٰی مِنۡهَاجِ النُّبُوَّةِ قائم ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی۔ جب یہ دور ختم ہو گا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ اسے بھی اٹھا لے گا اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔(مشکوٰۃ۔ باب الانذار والتحذیر) اور یہ جو دوبارہ قائم ہونی تھی یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی تھی۔

پس یہ خاموش ہونا بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جو سلسلۂ خلافت شروع ہونا ہے یا ہونا تھا، یہ دائمی ہے اور یہ الٰہی تقدیر ہے اور الٰہی تقدیر کو بدلنے پرکوئی فتنہ پرداز بلکہ کوئی شخص بھی قدرت نہیں رکھتا۔ یہ قدرتِ ثانیہ یاخلافت کا نظام اب انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے اور اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفا کے زمانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ تیس سال تھی تو وہ تیس سالہ دور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق تھا اور یہ دائمی دَور بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ27 مئی2005ء۔الفضل انٹرنیشنل10 تا16 جون2005ء)

خلافت کا یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا چلا جائے گا:

خلافت کے ہمیشہ قائم رہنے کے بارے میں بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں، آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

'یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو اس امت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں اور احادیث بھی اس بارہ میں بہت سی بھری پڑی ہیں لیکن بالفعل اس قدر لکھنا ان لوگوں کیلئے کافی ہے جو حقائق ثابت شدہ کو دولتِ عظمیٰ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر اَور کوئی بداندیشی نہیں کہ اس کو مردہ مذہب خیال کیا جائے اور اس کی برکات کو صرف قرنِ اوّل تک محدود رکھا جاوے۔'

پس اس کے بعد کوئی وجہ نہیں رہ جاتی کہ ہم ان بحثوں میں پڑیں کہ خلافت کب تک رہنی ہے اور کب ملوکیت میں بدل جانی ہے؟ **انشاء اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے اور خلافت کا سلسلہ ہمیشہ چلتا چلا جائے گا** جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایاہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بداندیشی نہیں کہ اسلام کو مردہ مذہب خیال کیا جاوے اور برکات کو صرف قرنِ اوّل تک محدود رکھا جائے۔ شروع سالوں تک جو اسلام کے ابتدائی سال تھے ان تک محدود رکھا جائے اسی طرح یہ بھی بداندیشی ہے کہ یہ کہا جائے کہ پہلی چار خلافتوں کے مقابل پر چار خلافتیں آگئیں اور بس! اللہ تعالیٰ میں صرف اتنی قدرت تھی کہ پہلی خلافتِ راشدہ کے عرصہ کو قریباً تین گنا کر کے خلافت کے انعام سے نوازے اور اس کے بعد اس کی طاقتیں ختم ہو گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ۔اور جیسا کہ میں حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس سے دکھا آیا ہوں کہ اگر کسی کی ایسی سوچ ہے تو غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے۔ ہاں تم میں سے ہر ایک اپنے عملوں کی فکر کرے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ27 مئی2005ء۔الفضل انٹرنیشنل10 تا16 جون2005ء)

خلافت اور مجددیت:

حدیث:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَّنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا۔

(ابو داؤد کتاب الملاحم باب مایذکر فی قرن المائة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایسا مجدد بھیجے گا جو اس امت کے دین کی تجدید کرے گا۔

امام مہدی کے بعد مجددیت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا:

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (جو اپنی صدی کے مجدد تھے)نے سابقہ مجددین کے اسمائے گرامی کا ذکر کرتے ہوئے ''عیسیٰ نبی اللہ'' کو ہی اس وقت کا مجدد قرار دیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وَاٰخِرُ الْمِئَتَیْنِ فِیْهَا یَأْتِیْ عِیْسٰی نَبِیُّ اللّٰهِ ذُوْ الْاٰیَاتِ یَجَدِّدُ الدِّیْنَ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَبَعْدَه' لَمْ یَبْقَ مِنْ مُجَدِّدٍ

یعنی''مجددین کی آخری صدی میں ''عیسیٰ نبی اللہ''صاحبِ آیات و بینات جب تشریف لائیں گے تو وہی اس وقت امت محمدیہ کی تجدید کے لئے مجدد بھی ہوں گے اور امام مہدی مسیح موعود کے بعد کوئی مجدد باقی نہ ہوگا۔''

(حج الکرامہ صفحہ 138 مصنفہ: نواب صدیق حسن خان صاحب 1291ھ)

ارشاد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام :

''ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔ چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظل کے ہو کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خداتعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی۔''

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 208)

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ :

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہمیشہ کچھ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلی اور حقیقی مذہب اور تعلیمِ توحید کو قائم کرتے اور شرک و بدعات کا جو کبھی امتدادِزمانہ کی وجہ سے اسلام میں راہ پا جاویں ان کا قلع قمع کرتے رہیں گے اور یہ ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تعلیم و تربیت کا نمونہ ہمیشہ بعض ایسے لوگوں کے ذریعہ ظاہر ہوتا رہے جو امت مرحومہ میں ہر زمانہ میں موجود ہوا کریں۔ چنانچہ قرآنِ شریف میں بھی بڑی صراحت سے اس بات کو الفاظِ ذیل میں بیان کیا گیا ہے: **وَعَدَاللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْم بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ط وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ**O(سورة النور:56)

(الحکم 2اپریل1908ء صفحہ4)

ارشاد سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ :

''خلیفہ تو خود مجدد سے بڑا ہوتاہے اور اس کا کام ہی احکام شریعت کو نافذکر نا اور دین کو قائم کرنا ہوتا ہے پھر اس کی موجودگی میں مجدد کس طرح آسکتا ہے؟ مجدد تو اس وقت آیا کرتا ہے جب دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔''

(مجلس عرفان سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ۔ الفضل8اپریل1947ء)

ارشاد سیدناحضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ:

''پہلے سلسلۂ خلافت کی ایک شاخ تو جو بعد نبی مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ خلفا و مجددین پر مشتمل تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ختم ہو گئی۔ اگلی صدی کے مجدد کی ہر ایک کو تلاش کرنی چاہئے لیکن ہر آنے والی صدی کے سر پر جو شخص مجدد کی تلاش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (جو آخری ہزار سال کے مجدد ہیں) کے علاوہ کوئی ایسا چہرہ دیکھتا ہے جو آپ علیہ السلام کے خلیفہ کا نہیں، آپ علیہ السلام کے ظل کا نہیں وہ سچے مجدد کا چہرہ نہیں دیکھتا لیکن پہلے سلسلۂ خلافت کی دوسری شاخ اور وہ بھی خلافت راشدہ کا حصہ ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اظلال کی شکل میں جاری ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں تم ایمان کی اور اعمال صالحہ کی شرط پوری کرتے رہنا تمہیں قدرت ثانیہ کے مظاہر یعنی خلافت راشدہ کا اللہ تعالیٰ قیامت تک وعدہ دیتا ہے۔ خدا کرے کہ محض اسی کے فضل سے جماعت عقائد صحیحہ اور پختہ ایمان اور طیب اعمال کے اوپر قائم رہے تا کہ اس کا یہ وعدہ قیامت تک جماعت کے حق میں پورا ہوتا رہے۔''

(اختتامی خطاب سالانہ اجتماع انصار اللہ27اکتوبر1968ء۔ ماہنامہ انصار ا للہ ربوہ فروری1969ء)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 27اگست1993ء میں فرمایا :

''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسے لوگ اگر سو سال کی عمریں بھی پائیں گے اور مر جائیں تو نامرادی کی حالت میں مریں گے اور کسی مجدد کا منہ نہیں دیکھیں گے۔ ان کی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں اوران کی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلیں جائیں، خدا کی قسم! خلافت احمدیہ کے سوا کہیں اَور مجددیت کا منہ نہ دیکھیں گی۔ یہی وہ تجدید دین کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے جو ہر صدی کے سر پر ہمیشہ جماعت کی ضرورتوں کو پورا کرتا چلا جائے گا۔''

(ماہنامہ خالد مئی1994ء صفحہ نمبر 4 و 17)